اینجانب

اے ابر کرم دیکھ ذرا تھم کے برسیو

بیچارے جناب ڈوٹر جل گئے تو ڈو بیل سوامی جی کی برساتی پیشینگوئی منظا کردہ بنیوں کو سیان ہو کے بیٹھی تو تھی - مگر خاک - جاٹ سے کہا تا ہے جھوٹ ہو گئی - اگر یہ سچ ہو جاتی تو خدا کی پناہ سب دھلان امیر و فقیری ہوتے - ایک بھو برابر بھی کمی کا فرق نہ رہتا - لیکن جھونپڑوں کو گھر تک پہنچانے کے لیے اب بھی خاصی بی بی بیٹے کو ٹھیلیوں کی جگہ بنیوں کی اوکھلیوں میں سر دیتے پھرتے ہیں - کیا عالم جانتے جو اگر جی تاک صفا کے ان موڈکوں کی مورتی تو دیکھئے بیتانہ میں کالو معلوم ہوتی کہ کسی شہبہ گلدستہ میں انکی تصویر کا خاکہ اُتار انگیش فزکی کسی جگہ کے بلبے پر رنے پر چپکا دیجائے تو بجلی دن رات آگے دہے سہوں کی چھاتیوں پر مونگ دلتے ہیں کسر ہی نہ کرے - اور اگر دن بجلی کے بانٹ پر چسپاں کر دیجائے تو ہلکا بھاری پتھر خود بخود اوپر سے رگڑ نہ لگے - اگر بھوتے بھٹکے بھونی بھٹیاری کے محلوں کے کھنڈروں میں گاڑ دیجائے تو غول بیابانی کے آنے میں کھٹکا نہ ہو - اگر کسی بلیو برقانی کے تھتڑے ہوئے کوشے کی ٹین پر تتی نما لاٹ کرچپکا دیجائے تو مغلسی میں بھی آم گیلانہ ہو - تاکہ سات گھر مانگ کر بھی پیٹ پورا نہ کرسکے - یہ روتی شکل تصویریں گو کہ ہیرے کے ٹوٹے سے کم نہیں - جس گھر کے بیت خانہ میں ایک بھی لٹکا دیجائے تو کروں کھات نکل کے وہ گھر بھاگوان کہلانے لگے آجکل شہر کے ہر ایک گھر میں تیمنا و تبرکا موضع و محل دیکھکے بے محل بھی چپکا دیکھیں تبھی تو گویا شہر میں کھلی نالیوں کے ذریعہ بہا بہا پھر رہا ہے - اور کوٹھے میں تو ایسی برکت ہوگئی ہے کہ کوڑیاں کی انجیاں روز مرہ ٹھیکہ داروں کے گلے منڈھی جاتی ہیں - اور ٹھیکہ دار ایسے ہاضمہ کے پورے ہیں کہ گاڑیوں کھات کوڑا ہضم کئے جاتے ہیں - اور بازاروں میں ڈکار تک نہیں لیتے - کھیتوں کے کسان اور فالیز کے مالکوں منہ دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں - رتی ماشہ - تولہ تو ہر بگیر کے دماغ میں ناک کے ذریعہ سے پڑ جاتا ہے - اس میں کسی کا دل میلا ہو یا اجلی - وہ تو خیر ہوئی کہ ان کے حاضر موسلا دھار مینہ نہ برسا - ابر کو غریبوں کے تھیکروں پر رحم آگیا ورنہ بیماروں کو نت غسل منت غسل کی حاجت تھا نہ رہتی یہ مہاشیوں کا خدا بھلا کرے کہ انہوں نے بنیوں کی تصویریں اپنی چھلیوں کے ہتھیلیوں پر گھڑی گھڑی چپکا دیں - ورنہ پھیر ہاتھ ملتے رہ جاتیں

کے نہ چھیں نوبت پہنچا نہ کرے - کوئی ڈاڑھی منڈا میں بازاری کے میدان کے بیچ سدا نیچ چت پٹ کرکے اگر انکی تصویر رکھ دے تو آدمی پر جل انس کا دھوکا ہو اور بھوت خالی پنسال جنجال ہو کے بیٹھے - ہزاروں ایک گئی دو بابن شام ہو کو چوری نگالی - کے گیت گاتے پھریں - جو روپے پکڑے گئے ہو کر ان کو متاع جلکو رزق نہ موت - وہ جو کہتے ہیں آم بھی جائے بیت جائے - گٹھیلیوں کی موری میں بھی جا نہ ری بھی بھی بھرے - اب بھی انکی جا نہ ری ہے - پچھلی پانچ چھ دن کی پچھوائی ہوا نے پیر بھر گھٹا دیا تھا - پھر اگلے انتے دن تک مینہ برسا کر آٹے میں وہی کھاتا ہوا شغادہ ست انکی جھڑے کی تھیلیوں پر مرتے ہیں - جو کبھی نقد سے خالی ہی نہیں رہتی - اگر وہ تھیلیاں اٹھ کو بینے منہ بند رہیں تو امید ہے کہ نعل لگنے لگیں گی - اگر کوئی یہ سنے کہ دستی میں برخورداری - کل فٹی جی بن الماری کے خلاف انکی سوکھے ہی میں پودہ دھر بیٹھتی ہے - اس ابتدائی بارش سے شہر کی سڑکوں پر کیچڑ تو ہوہی رہی تھی لیکن بنیوں کے دلوں میں بھی کیچڑ ہوگئی - سڑکوں پر آدمی رپٹے جاتے ہیں - انکے دلوں میں جی کے ارمان پھسلے جاتے ہیں - خواہ مخواہ کہہ رہے ہیں سے

بودی کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں

سلونوں کا میلہ تو بارش نے بہا دیا پھولوالوں کی سیر اور چھڑیلوں کا میلہ ہیضہ نے ہضم کرلیا گویا ہندو مسلمانوں کا چولی دامن کا ساتھ خوب ہوگیا - پھر کہنے کا قدرتی میل جول نہیں ہے - بعض دلی کی ڈگی برسات کچھ ایسے ڈھنگ سے ہو رہی ہے کہ رندوں نے آقام کے روح افزا ہوگئی - اور زاہدان خشک مغز کو بھی چھینٹے دیدیکر بیخانہ کی سمت چلے جانے کو ایسی ابھار رہی ہے - کہ بیخودی ہوئی جاتی ہے - بادل بھی پہلوانوں کے سے تیتر بل بدلکر ہر روز آتے ہیں اور گھنٹے آدھ گھنٹے اپنی پھوار کی بہار دکھا کے چلتے پھرتے نظر آجاتے ہیں - ہاں اینڈ بادل اینڈتے رہتے ہیں لیکن بادلوں میں عجیب رحیمی صفت پائی گئی - پچھلی ہوا کے بادل اور یوں تھم تھم کے چھم چھم برسیں یہ رحیمی صفت نہیں تو کیا کسی برسی کی قہاری صفت ہے - اگر یہ کبھی اپنی آئی پر آجاتے تو غریبوں کے کانڈ پیسابانی نہ پھیر دیتے - دو چار دفعہ بے بھا کے بہاؤ برسے - پھر صرف اتنے کہ آسمان سے لگے چھینٹ کی بوندیں ٹپکنے کا گمان ہونے لگا - جس سے زمین بھی اپنی چھوڑ کر کیچڑ دیتی تھی سنا ہم سمجھنے لگے کہ شہر کی برساتی کیچڑ کیوں اب راہگیر چلتے بانسوں کی جوتیاں غائب کر لیتی ہے - بیچھ ہنسنے اور دل لگے بیٹھے - پچھلے دلی میں دھول اڑائی ٹکس مقرر نہیں تھا - ساری کی ساری خاک دھول اڑا یا کرتی تھی - اب گاڑیوں وغیرہ پر تی بیہ ٹکس لگا دیا گیا ہے -

یاران ہم قالب

قلمی آم

مجیب حضرت! گذشتہ خشک سالی نے یہ کچھ وہی تماشا دکھا دیا کہ ؎

یاراں فراموش کردند عشق

بقرعید کی خوشی میں لوگ پھول کر دونا ہو جاتے ہیں۔ مگر اب کے گرانی کی چھری سے دم لینے کی بھی فرصت نہ ملی۔ محرم میں رونے بسورنے کو بھی جی نہ چاہا۔ ہولی میں چلبلے ناسوں نے ہر چند دھول اڑائی۔ کیچڑ اچھالی مگر فاک رنگ نہ جما۔ ہنسی دل لگی۔ گانے بجانے میں بھی بے سُرا بے ڈھنگا انداز رہا۔ کیونکہ ؎

نہ رونا تھا طریقہ کا نہ ہنسنا تھا سلیقہ کا
پریشانی میں کوئی کام بھی سے ہو نہیں سکتا

بی گرمی خانم نے جی جلانے میں کچھ کسر باقی نہیں رکھی۔ لوؤں کے گرم گرم تھپیڑوں نے بہت سے بیچاروں کو سرد کر دیا۔ بچی کھچی جانیں کالا منہ سمیٹیں۔ اس کے بعد رحمت باری کا نزول ہوا مگر امساکی کیفیت کے ساتھ۔ ساون کچھ خشک کچھ تر گزرا۔ عجب کیچڑ نما مہینا تھا۔ بھادوں کی بھرن مشہور ہے۔ بارے کلیجہ ٹھنڈا اور دماغ تازہ ہوا۔ موسمی تحائف کی ڈالیاں یاران ہم قالب کی طرف سے بھی پیش نہیں ہوئیں۔ جنکے خوشگوار مزے سے کام جان شیریں اور دماغ معطر ہوتا۔ یہ یاروں کی عجیب بد مذاقی ہے۔ لیجئے بندہ درگاہ بہر تفنن طبع چند قلمی آم پیش کرتا ہے۔ یہ وہ قلمی آم ہیں جن میں گٹھلی نہیں۔ ناظرین کو گٹھلیوں کے دام کرنے کا البتہ موقع نہیں ملیگا ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

وہ اٹھی مجوبے کے قبلہ سے دھواں دھار گھٹا + تازہ کرتی ہوئی چلنے لگی پُروائی ہوا
بدلیاں چھائیں برسنے لگا رم جھم پانی + دل ہلانے لگی رہ رہ کے گرجنے کی صدا
حوض و تالاب لبالب ہیں کٹوروں سے بھرے + ندیاں آج نظر آتی ہیں گنگا جمنا
تازگی بخش نظر رہبت سبزہ کی بہار + جلوۂ حسن نہالان چمن ہوش ربا
زیر میں ایسی ہے بجلی کی چمک جیسے کوئی + ناگ دے اودے دوپٹہ میں سنہری لچکا
ہائے ایا ہوا جوبن پہ حسینوں کا شباب + وہ امنگوں کی ترقی وہ تقاضائے حیا
جگمگاتے ہوئے رنگوں کے دوپٹے خوش رنگ + موتیا۔ سوسنی۔ نارنجی۔ گلابی۔ کٹوبا
جھینے پتے میں محبت کشش زبردستی دل + بندہ مجبور ہے۔ اس گھر کا نگہبان خدا

فصل برسات ہے جوبن پہ سہانا دن ہے
تیر عاشق پہ سنانا آج لگا ہے میلا

کاش۔ ہم بھی وہاں گلچھرے اڑانے جاتے + قرض دیدیتا اگر سود پہ ہم کو بنیا
قابل دید نظر آتی ہماری سج دھج + کہتے احباب کہ واللہ یہ ہو دولہا
پھریاں چھٹ گئیں چہرے کی خوشی کے مارے + آج لایا ہے غضب رنگ جوانی دسہرا
ہار پھولوں کے وہ البیلے گلے میں پہنے + تر و تازہ وہ کلائی میں مہکتا گجرا
شاد و بشاش شکر گشت لگاتے پھرتے + دل لیتے ہوئے ہر صف میں خوشی کا سودا
قہقہے گونجتے یاروں کے بھری محفل میں + تاڑتے پھرتے کہیں بیٹھے حسینوں کی ادا
تھام لیتے کبھی دل دیکھ کے صورت پیاری + دل مچل جاتا کبھی پہلو میں ہو کر شیدا
آہ بھرتے کبھی چپکے سے نہ سن لے کوئی + پاس سے ہو کے گزرتا جو کوئی حور لقا
پیارے ہاتھوں کی گلوری پہ گلوری کھاتے + زندگانی کا ہے اپنا جو مزا ہے کہ مزا
ان دنوں قصہ دھواں دھار ہے مگر شاکر + چیتے پلواتے بصد ذوق لذیذ سودا

دل مسوستے ہوئے اُف بیٹھے ہیں مایوس و اداس
ہیلے کیا جائیں شرر پاس نہیں ہے پیسا

راقم شرر سہارنپوری

نوٹ۔ حضرت مجبوری قلم کی بار آوری ترقی کے بعد مجبوری کا کام کام جان کو دے تو گئی۔ مگر چٹخارے لینے تک سے پہلے پھر میٹھا منہ ہونے کا خیال لگا ہوا ہے۔ یہ ضرور ہے ؎ کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک + لیکن سنتے ہیں کہ امید پہ ہم پہ دنیا قایم ہے۔

خیر اندیش ذبیح دہلوی ایڈیٹر

ناراض ہو خدا تو کریں بندگی سے خوش
معشوق روٹھ جائے تو کیونکر منائیں ہم

ڈنڈیوں کے بادشاہ سانولے سلونے حسینوں کے پیارے دین و دنیا سے نرالے میاں دہلی ہیچمہ صاحب زاد و حشمتہ لطفہ قدرہ۔ عنایتہ۔ محبت۔ بعد تسلیم آنکہ۔ کیوں حضرت کیا سمجھے۔ کہ ۵۔۶۔۱۰ اگست کو لگاتار ابر رحمت کی پھواروں نے خوب دل ٹھنڈا کیا۔ گھٹاٹوپ وحشت کا اژدھا۔ بجلی چمکی۔ پانی برسا۔ بادل اکثر مستوں کی طرح ادھر ادھر جھومتے پھرتے ہیں۔ ملہار کا زور ہے مور کی آواز پپیہوں کی دلسوز صدا کوئل کی پیاری کوک جھینگروں کا بولنا

بیٹھکوں کی زرز را اور ٹھنڈی ہوا نے موسم ہی بدل دیا - فصل خریف کی بہار ہے
ہر سو سبزہ آشکار ہے - اس وقت یکایک جو ایک پھریری سی آئی تو دل میں یہ ہی سمائی
کہ لاؤ یار تیج ہی سے کچھ گپ شپ اڑاؤں دل بہلاؤں تو اُٹھو کیا یاد کرو گے -

کل جمعرات کے دن شام سے پونے ڈھائی منٹ پہلے ہمارے پاؤں پر پنچھر سوار
ہوا تو ایک دفعہ ہی برساتی کیچڑ پانی سے گھبرا کر جو اچکے تو گلگوں خیال کی پشت پر
سوار ہو گئے - بہم کی طرف منہ اور کمشن کی طرف دم آگے گھر اور پیچھے تھم ہوا خودی کی
ٹھیر لادی - قاضی کے حوض سے سیدھے بازار سری والوں کی طرف اپنے ٹٹو کی لگام
موڑ دی - ایک بڑے ادب سے کونے کونے جھانکتے قدم بڑھائے چلے جاتے تھے
کہ ذرا آگے - بڑھکر بائیں جانب کے ایک کمرہ میں سے کچھ سُریلی آواز ہمارے
کانوں میں آکر گونجنے لگی - بس پھر کیا تھا - خالی گھوڑا رخو چکر ہاتھ میں ہنٹر تو یہ
جھولا - جناب فقط ڈنڈا رہ گیا - اینجانب دونوں ٹانگیں جوڑ کر اچکے تو سیدھے پاپوش
کمرہ کے اندر داخل ہو گئے - دیکھتے کیا ہیں کہ نیا محل کھلا ہوا ہے - فرش چھتگیری
چاندنی - گاؤ تکیہ - جھاڑ فانوس - غرض تمام سامان قرینے سے لگا ہوا ہے
ایک طرف کوٹھری کی جانب نواڑی پلنگ بڑے تکلف کا بچھا ہوا ہے - ایک
گاؤ تکیے کے سہارے بڑے فخر سے کوئی صاحب دین بیبی کی فکر میں سر نگوں ہیں
مکان کی آرائش سے معلوم ہوتا تھا کہ دم کٹی بھینسوں کے گاڑھے عرق کی
کمائی کا اجالا ہے - بادولت کو کہاں تاب تھی - مگر ڈیوڑھی گانا بجانا ہو رہا
تھا - بی صاحبہ کی ٹانگ پر ٹانگ یعنی گھٹنے پر گھٹنا رکھکر بیٹھے - پہلے تو
بادولت کو دیکھکر بی صاحبہ نے تیوریاں بدلے - کیونکہ نئی جوانی حماقت کی نشانی
اور پھر اس پر طرہ کہ مشتاق دلپسند - معشوق بے نظیر - رقاص خوش الحان -
سر پا انداز سے برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن - یہ جوانی کی راتیں تو پر بھی کے دن -
پھر یکایک خدا جانے کیا خیال سوا کہ اینجانب کی مزاج پرسی کی - خیر پان کی تواضع
کی - بی صاحبہ نے گانا شروع کیا - استادوں نے سارنگیاں چھیڑیں بی صاحبہ
نے بڑے ٹھسے کے ساتھ گردن کو ہلا ہلا کر یہ غزل خوب بنا کر گائی ؎

ہمارے اُنکے باہم عہد و پیماں ہوتے جاتے ہیں
وہ میرے مہرباں ہم اُنکے خواہاں ہوتے جاتے ہیں

اس شعر کو کئی مرتبہ گا کر یہ شعر گایا ؎

سنا ہے آجکل دشمن سے کچھ اُن بَن کی ٹھیری ہو
ہمارے وصل کے تو رتستے سامان ہوتے جاتے ہیں

وصل کی ترکیب کو نزاکت کے ساتھ خوب اچھی طرح بتایا گیا - اس غزل کے ختم ہونے پر
ایک صاحب نے فرمایشی غزل گانے کو کہا کہ صاحب ذرا وہ غزل تمہارے منہ سے
بہت بھلی معلوم ہوتی ہے کہ - ہاں یار کیسی ہے - یہ سنتے ہی بی صاحبہ کس قدر
ہونٹوں ہی ہونٹوں میں مسکرائیں - اور بائیں طرف کے استادوں سے کچھ چپکے سے
کہا - اور سنبھل کے بیٹھ گئیں - ذرا دوپٹہ کو سینہ پر سرکا کے نانو بولا - اور غزل
شروع کی - بی صاحبہ نے اپنے ایک خاص چاہنے والے کی طرف اشارہ
کرکے اور بڑے انداز سے مطلع گایا ؎

نگاہ یار بدمستی میں بھی ہوشیار کیسی ہے
مرا دل چھین لینے کے لئے تیار کیسی ہے

اس وقت نگاہ سے نگاہ ملانا ہم جیسے ہی دلیروں کا کام تھا - بی صاحبہ نے تو
دل چھیننے کی بہتیری کوشش کی - مگر بادولت اپنا دل بغل میں داب کر چپکے سے
کھسک ہی تو گئے - رات کا وقت تھا - بازار میں کیچڑ پانی کی کثرت لت پت کرتے
ہوئے بارہ بجے گھر پہونچے - جاتے ہی ایک ڈٹے سے کھٹولے پر لمبی تان کے
صبح ہو گئی - اب تک بی صاحبہ کی یاد دل میں رہ رہکر چٹکیاں لے رہی ہے - دوپٹہ
کا بار بار سرکانا یاد آرہا ہے - بار بار کرتے کو گھٹنوں پر ڈالنا تو شاید شام تک
یاد رہے - اچھا رخصت - (ریڈر) واہ یار واہ ٹھیرو ذرا ٹھیرو تو سہی بی صاحبہ
کا حلیہ اور نام تو بتاتے جاؤ - شاید ہمارا بھی کبھی وہاں تک گذر ہو جائے -
تیج بہادر حلیہ تو میں بتائے دیتا ہوں مگر ایسا نہ ہو کہ کسی کی نظر لگ جائے یا آپکے
منہ میں پانی بھر آئے تو پھر بڑی خرابی ہوگی - اچھا تو سنو - ان کا نام تو ستارہ جان
ہے گویئے کے لئے ممتاز کہتے ہیں - ججھر کی رہنے والی ہیں - اپنے گھرانے کی ہیں
کئی پشت سے یہ ہی ممتاز پیشہ ہوتا آیا ہے - گندمی رنگت - دُبلی پتلی - کمر پتلی
صراحی دار گردن - خوش رو خوش مزاج - عمر قریب سولہ برس کے ہوگی مگر اس
وقت تک یکرنگی اختیار کر رکھی ہے - آیا سمجھ کے بیچوں بیچ کے درمیان میں
اچھا سلام - بندگی - تسلیم - پھر ملینگے اگر خدا لایا ؏

راقم - سیکھینگے سر رخوں کے لئے ہم مصوری
تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہئے

بقلم م - ق - وحشی دہلوی - از پہاڑ گنج

ڈیر تیج - تسلیم کا گلاس - بندگی کی بوتل شوق کی شراب - نذر ہے خود پیجئے اور سب
نامہ نگاروں و خریداروں کو پلایئے - آجکل برسات کا موسم ہے جنگل میں منگل ہو رہا ہے
کالی کالی گھٹائیں بام فلک پر جھوم جھوم کر آ رہی ہیں - بجلی کی چمک - رعد کی کڑک -

برق پوشوں کے مزاج سے بھی ڈوں کی بستی ہے۔ قطع نظر سارے شہر کا یہ بازاری رنگ سراگرمہ زنگ۔ آبرو بنکر عیاش مزاجوں کے پیچھے خدا کی مار بنکر پڑا ہے بکہ اللہ کی پناہ۔ کتنا ہی زیر قلم لاؤ یہ نازک مگر سنہ روز گھوڑیاں بدلگامی کئے ہی جاتی ہیں رنگ لگے ہیکے ہروقت صلاح دیتے رہتے ہیں۔ کہ برسات کے دن میں اگر مشین چلتی نہ رہیگی تو پھندوں میں زنگ لگ جائیگا۔ پھر چلنے والا بھی بات نہ پوچھیگا۔ برسوں کی بات ہے ایک نائکہ اپنی نوچی کو پاخانہ کے کونے میں بیٹھا کر نصیحتیں کر رہی تھی کہ میری ننھی سی جان تماش بینوں کا دین و ایمان یہ ہے تمہارے پاس بیٹھنے والے تمہارے اُس وقت ہی یار ہیں جس وقت تک تمہارے چہرے پر چار چلو خون ہے۔ اسکا دہیان رکھکر کام کرو۔ آیندہ ہفتے سنا ہے کہ اس قوم بے لگام کی ایک کانفرنس ہونے والی ہے۔ جسکا احوال بعد اختتام ہدیہ ناظرین کیا جائیگا بالفعل فہرست ملاحظہ ہو

نواب جان پتلی ۔ دل بہلانے کی مشین بنکر۔ دو دو کا جی خوش کرتی رہتی ہیں کوئی دوپہر کا ہے تو کوئی شام کا جب ہی سنہری رنگ فن خاص ہوا تو بھی ہوئی بلا میں تیتی ہوئی جسے ستاتی رہتی ہیں۔ کبھی کبھی کانو دو ریس کے جوگی کے نام پر بھی جوگ سادہ لیتی ہیں۔ بچہ ہونے سے اکبر شاہی مہر ہیں بٹہ لگ گیا۔ وہ دن گئے جو خلیل خان فاختہ اُڑا ستے تھے۔

نواب جان بیر ٹھہ والی ۔ کوکین خوری نے چہرے کو پھیکا امرود بنا دیا ہے آنکھیں ہیں کہ کسی حسرت نصیب کے مزار کی جالیاں۔ یا ریوڑی والے کا چراغ آنے جانے والوں کو حصہ نہ پان۔ خبر نہیں پاؤں بھاری ہے یا نبض ثقیل۔ جواتنی بے رخی کرتی ہیں۔

دوسری ۔ عورت ہے یا لاہوری نمک۔ دردشکم کے مریض روز جائیں تو کچھ دنوں میں سانحہ جمیل کی شیکہ داری کرنے لگیں۔

اللہ دی غازی آباد والی ۔ چلن کی اوٹ پٹی کی وجہ سے شکا کھیلے بیٹھاتی ہیں

اللہ دی دادری والی ۔ چلتی گاڑی میں روڑا اٹک گیا۔ گھڑی کا فنر بگڑ گیا۔ کوئی چلتا پرزہ ملے تو کام چلے۔

اللہ دی نصیر نی والی ۔ جمعہ کا دن لگے ہے بھی مبارک نال ہے۔ بڑی بوڑھیوں کے قدم بقدم چلنا۔ لائق ہونے کی علامت ہے۔

خورشید ریواڑی والی ۔ سونیا کہاں کی ہے کپڑے پر ڈھلائی کا مزا آتا ہے چہرہ خمیری روٹی ہے تو آنکھیں پیاز کے گٹھے۔

خورشید جان ۔ اندھیری رات میں کالے دوپٹے پر جو کھا۔ اُم جلالو من بائی کی دوکان کی سیدھ پر ٹانگ لٹکائے آنے جانے والوں کی خیر مناتی ہیں۔

زیبو جان نٹنی ۔ صورت شکل چاہنے والوں کی آنکھوں سے پوچھئے۔ البتہ گلے ہیں آواز اچھے ہی۔ اور نذر بھی ٹھیک ٹھیک دیتی ہیں۔ نئے پنچھی پر جال ہیں تو وہ گئی قدر ہو۔

زیبو جان بیر ٹھہ والی ۔ آہ سرد اور رنگ زرد سند یافتہ عاشق مزاج معلوم ہوتی ہیں

امیر جان نونی والی ۔ سنتے ہیں کسی حاجی کے ساتھ حج کو جا چکی ہیں کیا نوسو کی تعداد پوری ہو گئی۔

ننھی رہتک والی ۔ پنجابی بھائیوں کے طفیل میں رنج صبح ہوتی جاتی ہیں اٹھتے جوبن پر برسات میں کائی جم گئی۔

ننھی باہو والی ۔ وہی ترکیب معمول جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی گا جر وہی مولی جو آگے تھی سو اب بھی ہے

نادری جان ۔ چہرے کی سفیدی نیلیا کا کر رہی رنگ میں رنگی جا رہی ہے۔ نخود رنگ شہ ہو گئیں تو نیل کا ماٹ سر پر رکھے پھرا کریگی۔

چندو جان ۔ برامدے میں بیٹھکر آواز لگاتی ہیں۔ ترکاری بیٹھوالمن آ آئی بکائیر ہے۔ لیکن ایک بیر بھی کوئی ہاتھ سے نہیں چھوتا۔

حشمت جان ۔ سودا جہاں سے اٹھ گیا دوکان باقی رہگئی۔

حسینی جان ۔ عورت ہے یا جنیا بیگم۔ برامدے میں ستانی کبوتری کی طرح غٹرغوں کیا کرتی ہیں مگر بیٹھیلی ہی رہتی ہیں۔

زینب جان ۔ اللہ کی امان پیروں کے سایہ کے طفیل دو مین بار جھل جھال کی تعمیر ہو چکی ہے۔ پھر سنتے ہیں کہ شکم مبارک بیلون بنتا چلا ہے۔

امتیازی جان ۔ کرسی پر بیٹھکر سرشام پیسے کی ایک پیسے کی دو کی آواز لگایا کرتی ہیں۔ سنتے ہیں کسی تیج نے زعفران کی شلاخ بنا دیا ہے۔

تاجو جان ۔ شلجمی رنگ پر برسات میں نکھار آتا جاتا ہے۔

نور وشنی فیروزی ۔ بچرا ہوا نڑک پر برسات میں دلدل کا مزا ہے۔ مجرے ناشی دہانچہ ہے تو عشوہ

مستا جان ۔ رودگروں کے بازار میں سر کب کسمی چکر لول لکیلی ملکا آتی ہیں۔

چھمی جان ۔ سنتے ہیں کسی نے بشیر بنا رکھا ہے۔ جب ہی اس سے فیرو شکر رہتی ہیں۔

دوانی جان ۔ سکہ تو پرانا ہو گیا۔ مگر آواز کی جھنکار باقی ہے۔ اچھی تو تم نے کہہ دیا۔ البتہ چکنا مگر چلتا سکا ہے۔

بقلم خیر الحسن دہلوی